حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے حج کرنا

مفتی محمد رفیق الحسنی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ عالمین کے لئے عموماً اور اپنی امت کے لئے خصوصاً محسن اعظم ہیں۔ آپ کے احسانات کا ہمارے لئے شکریہ ادا کرنا تو مشکل ہے لیکن احسانات کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کی خدمت میں ہر عبادت بدنی اور مالی کے ثواب کا نذرانہ پیش کرتے رہیں' کبھی ان کے لئے نوافل پڑھیں' کبھی ان کے لئے تلاوت کریں' کبھی صدقہ کریں اور کبھی قربانی کریں' جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ ایک قربانی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے بھی کرتے تھے اسی طرح کبھی ان کے لئے عمرہ کریں اور کبھی ان کے لئے حج کریں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں حضرت علی بن موفق کے متعلق لکھا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے متعدد حج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ادا کئے اور ان کا ثواب آپ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ ایک رات حج کے موقع پر آپ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابن موفق میری طرف سے تو نے حج کیا میں نے عرض کیا جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ نے فرمایا میری طرف سے تو نے تلبیہ پڑھا۔ میں نے عرض کی جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا قیامت کے دن میں اس کا بدلہ اسی طرح دوں گا کہ محشر میں جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق حساب وکتاب کے غم میں پریشان ہوگی میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر تجھے جنت میں پہنچا دوں گا۔ (احیاء العلوم)

حضرت علی بن موفق وہ شخص ہیں جنہوں نے چوہتر (۷۴) حج ادا کئے جن میں سے ستر حج حضور علیہ السلام کے لئے ادا کئے۔ ایک حج کے موقع پر اپنے دل میں کہنے لگے میں بار بار حج کے لئے حرمین طیبین حاضری دیتا رہا مگر پتہ نہیں میرے دل اور وقت کی کوئی قیمت بھی ہے یا نہیں اور معلوم نہیں کوئی حاضری مقبول بھی ہوئی یا نہ۔ اسی رات خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور آواز آئی:

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ : امام مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو حجاز سے علم رخصت ہو جاتا

اے موفق کے بیٹے کیا تو اس آدمی کو اپنے گھر بلائے گا جسے تو نہ چاہتا ہو یعنی اگر میں نہ چاہتا تو تجھے یہاں نہ بلاتا اور نہ ہی یہاں پہنچاتا یعنی تمہارے وقت اور دل کی بہت قدر ہے۔ (نفحات الانس)

یہی ابن موفق فرماتے ہیں۔ ایک سال جب میں حج کر چکا تو میں ان لوگوں کے متعلق متفکر ہوا' جن بے چاروں کا حج مقبول نہیں ہوتا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا اللہ میں نے اپنے حج کا ثواب ان لوگوں کے لئے ہبہ کر دیا جن کا تو نے حج مقبول نہیں کیا۔ خواب میں رب العزت جل جلالہ کی زیارت ہوئی' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے علی تو مجھ سے زیادہ سخی بننا چاہتا ہے حالانکہ میں نے سخاوت اور سخیوں کو پیدا کیا ہے۔ میں اجود الاجودین ہوں۔ اکرم الاکرمین ہوں۔ مجھے جود و کرم کرنے کا زیادہ حق ہے۔ میں نے ان حاجیوں کی وجہ سے جن کا میں نے حج قبول کر لیا تھا' سب حاجیوں کا حج قبول کر لیا ہے۔

یہی علی بن موفق ذکر کرتے ہیں کہ میں نے ایک سال حج ادا کیا جب عرفہ کی رات تھی میں منیٰ میں مسجدِ خیف میں سویا ہوا تھا' میں نے خواب میں دیکھا دو فرشتے سبز کپڑوں میں آسمان سے نازل ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اے عبداللہ دوسرے نے کہا لبیک پہلے نے کہا کہ اس سال کتنے لوگوں نے حج کرنا ہے' دوسرے نے کہا کہ مجھے علم نہیں۔ پہلے نے بتایا کہ چھ لاکھ آدمیوں نے اس سال حج ادا کرنا ہے۔ پھر پہلے نے پوچھا تجھے پتہ ہے کتنے لوگوں کا حج مقبول ہوگا' دوسرے نے کہا کہ کچھ علم نہیں پہلے نے کہا صرف چھ آدمیوں کا حج مقبول ہوگا۔ حضرت علی بن موفق کہتے ہیں کہ اس مکالمہ کے بعد دونوں فرشتے چلے گئے میں جاگا تو نہایت پریشان ہوا کہ میرے حج کا کیا ہوگا۔ میں نے خیال کیا کہ جب چھ لاکھ سے صرف چھ آدمیوں کا حج قبول ہوگا تو میں ان چھ میں سے کیسے ہوسکتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب میں عرفات میں وقوف کے بعد مزدلفہ واپس آیا اور بہت فکر مند تھا تو مزدلفہ میں دسویں ذی الحج کی رات خواب میں وہی دو فرشتے دیکھے اور پہلے والی باتیں دہرائیں۔ پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو جانتا ہے کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ دوسرے نے کہا معلوم نہیں پھر اس نے کہا کہ آج رات فیصلہ یہ ہوا ہے ان چھ حاجیوں کو ایک ایک لاکھ آدمی دے دیا جائے۔ یعنی ہر ایک کے طفیل ایک ایک لاکھ آدمی کا حج قبول کر لیا گیا ہے۔ فرماتے ہیں مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے سب کا حج قبول کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ صالحین کے طفیل گنہگاروں کے حج

بھی قبول فرمالیتا ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حج یا عمرہ ادا کیا جائے تو اس کی رحمت پر قوی امید ہے وہ حج یا عمرہ ضرور قبول ہوگا۔

حضرت ملا علی قاریؒ حضور علیہ السلام کی طرف سے ہر وہ حج جس میں جمعہ کا دن عرفہ کا دن ہوتا تھا' ادا کیا کرتے تھے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کے حج میں بھی عرفہ کا دن جمعہ کا ہی دن تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر نے متعدد عمرے بغیر وصیت کے حضور علیہ السلام کی طرف سے ادا کئے تھے۔

حضرت ابن سراج نے دس ہزار سے زائد کلام مجید کے ختم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کئے تھے اور دس ہزار سے زائد قربانیاں آپ کیلئے کی تھیں۔ (شامی)

مذکورہ روایات سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کے لئے حج یا عمرہ کرنا جائز ہے۔ اس کے دونوں طریقے صحیح ہیں۔ احرام کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نیت کی جائے یا حج و عمرہ ادا کر کے آپ کی بارگاہ میں بطور نذرانہ حج یا عمرہ کا ثواب پیش کر دیا جائے۔

معلوم ہوا کہ غیر کے عمل سے انسان کو نفع پہنچتا ہے یہی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ غیر کے عمل سے انسان کو کوئی نفع نہیں پہنچتا۔ لہٰذا ایصالِ ثواب ناجائز ہے اور نہ ہی کسی کی طرف سے حج کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی کے لئے عمرہ یا تلاوت قرآنِ پاک جائز ہے۔ انہوں نے قرآن مجید کی آیت مبارکہ **لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى** سے استدال کیا ہے۔ یعنی انسان کے لئے صرف وہی عمل ہے جو اس نے خود کیا ہے۔ ہمارے علمائے کرام نے اس کے کئی جوابات دیئے ہیں:

الاوّل: حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں یہ آیت منسوخ ہے اس کے لئے آیت **وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ** .... ناسخ ہے۔ کیونکہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ اولاد کو والدین کے صالح ہونے کی وجہ سے جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اگرچہ اولاد غیر صالح ہوگی۔

معلوم ہوا غیر کا عمل انسان کو نفع دیتا ہے اور پہلی آیت منسوخ ہے۔

دوم: یہ آیت حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کی قوم کے ساتھ خاص ہے کیونکہ ان

کیا آپ کو معلوم ہے کہ: ☆ قانونِ شریعت کا دوسرا نام فقہِ اسلامی ہے ☆

کے صحف اور کتب سے بطور حکایت اس آیت کو قرآنِ مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔

سوم: اس آیت میں الانسان پر الف و لام عہد خارجی کا ہے اور کافر مراد ہیں۔

چہارم: یہ کہ عدل کے طور پر تو صرف انسان کو اپنے اعمال نفع دیں گے لیکن بطور فضل، غیر کے اعمال بھی انسان کو نفع دیں گے۔

پنجم: الانسان میں لام علیٰ کے معنی میں ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا اور وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ والی آیت میں ہے۔

ششم: یہ بھی انسان کا اپنا عمل ہے کہ اس نے ایمان حاصل کر کے اپنے لئے سب مؤمنوں کو بھائی بنالیا اور وہ اسکو ثواب کے ہدیئے بھیجتے ہیں۔ لہٰذا ثواب بھی گویا اس کا اپنا عمل ہے

ہفتم: یہ کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ کسی دوسرے کے عمل میں کسی کا حصہ نہیں ہے۔ لیکن اگر دوسرا اپنے عمل کا ہبہ کر دے تو اس میں اس کا حصہ ہو جاتا ہے اور اس کو نفع بھی پہنچتا ہے۔ (کتب فقہ)

ہشتم: قرآنِ مجید میں ہے اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَاؤُكُمْ لاَ تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا (سورۃ نساء، آیت ۱۱)

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اباء و اجداد اور ابناء میں سے کچھ لوگ قیامت کے روز دوسروں کو نفع دیں گے۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حج کرنا شرعاً جائز ہے۔

اللہ قبول کرے

دینِ مصطفیٰ کی جو اشاعت آپ مجلہ فقہ اسلامی کے ذریعہ کر رہے ہیں
ہماری دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے (آمین)

گلشن سوپ فیکٹری فیصل آباد

☆ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆